رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

شیر خیدہ

سرپرستان محاونین عمام طلباء شاہی

عہ

غلہ - ص - لعہ - ے -

انڈیا سے باہر روپیہ آٹھ آنہ

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۶ء | نمبر ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۳۱ مئی ۳۶ء کو لاہور تشریف لیگئے تھے اور بخیریت ۲ جون کو واپس رونق افروز دارالامان ہوئے۔ حضور کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۲) **درخواست ہائے دعا**۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ کو مرض بواسیر سے تو آرام ہے لیکن سوزش پیشاب کا دورہ ہو گیا ہے۔ احباب ان کی صحت کامل کے لئے دعا فرماویں۔ (ب) مکرمی مولوی رکن الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول استرزئی پایان احباب سے اپنی ترقی اور مستقلی کیلئے نیز منشی فاضل کے امتحان میں کامیابی کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب اپنے اس بھائی کیلئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔ (ج) برادرم صوفی محمد رفیع صاحب سب انسپکٹر پولیس ریلوے حیدرآباد سندھ کی درخواست ہے کہ احباب انکی ترقی بعہدہ انسپکٹری کیلئے دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ انکو پھر جلد اس عہدہ پر ممتاز فرماوے۔ آمین

(د) اخویم بابو عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ کا پوتا بشیر احمد بی اے ایل ایل بی عرصہ سے بعارضہ دق مبتلاء ہے۔ اور آجکل میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ احباب اس ہونہار نوجوان کی صحت کامل کیلئے نیز رفیق احمد ان کے دوسرے پوتے نے جو ایل ایل۔ بی کا امتحان دیا ہے اسکی کامیابی اور صحت کیلئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(ہ) خاکسار ایڈیٹر فاروق کی صحت اور فلاح دارین کیلئے احباب خاص توجہ سے دعا فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں۔ اور اخبار کی چھپائی کے متعلق جو درخواست دعا کی ہوئی ہے اس کی بابت بھی دعا فرماویں۔

ایک احراری سے خطاب

تمہیں بد زبانی کی عادت بڑی ہے
یہی مجھ کو تم سے شکائیت بڑی ہے

صداقت سمجھ کر بھی انکار پیہم،
مرے واسطے یہ مصیبت بڑی ہے

مٹانے کے درپے ہو کیوں میری ہستی
تمہیں کیوں غریبوں سے نفرت بڑی ہے

نہ اب تک مٹا ہوں نہ اب ہی مٹوں گا
فلک پر صداقت کی عظمت بڑی ہے

دیئے جا مجھے دکھ کئے جا پریشاں
مجھے صبر کرنے کی طاقت بڑی ہے

غلط ہے کہ الفت کی منزل ہے آساں
محبت میں درکار ہمت بڑی ہے۔

یہ مانا گنہگار ہوں میرے مولا!
مرے واسطے تیری رحمت بڑی ہے

مجھ ایسے کی تسکینِ خاطر کا باعث
کسی کی نگاہِ محبت بڑی ہے

بتوں کو خدایا میں کتنا ہی پوجوں
تری بندگی میں لطافت بڑی ہے

ہوں تیغِ صداقت سے باطل کے ٹکڑے
مرے دل میں احسنؔ یہ حسرت بڑی ہے

(احسن اسمٰعیل صنفی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق کی اپیل پر احباب کا شکریہ و شکایت

مجھے ان دوستوں سے جو فاروق کے دیرینہ ہمدرد اور خیر خواہ ہیں یہ بجا شکایت ہے۔ کہ انہوں نے باوجود فاروق کے بار بار توجہ دلانے اور اپیلیں کرنے کے سوائے گنتی کے چند احباب کے کسی نے جواب تک نہیں دیا۔ حالانکہ ان کا قومی اور اخلاقی فرض تھا۔ کہ وہ فاروق کی درد بھری کہانی کو ایڈیٹر کی زبانی بار بار سنکر کچھ تو نرم ہوتے۔ کسی قدر تو پسیجتے ذرہ بھر تو اپنے قومی پرچہ کی مشکلات کو دور کرنے میں جنبش کرتے۔ فاروق نے کوئی ناقابلِ قبول اور ان کی حیثیت سے بڑھ کر کوئی بار ان پر نہیں ڈالا تھا۔ صرف اتنی درخواست تھی۔ کہ فاروق کے پرانے خریدار اگر ہمت کریں۔ تو ایک ایک۔ دو۔ دو خریدار جدید پیدا کر کے فاروق کی اشاعت ہزاروں تک نہیں محض ایک ہزار تک پہنچا دیں جس کے بعد پھر فاروق ان کو کبھی تکلیف نہ دیگا۔ مگر کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ کثرت سے پرانے احباب نے فاروق کی اس عرضداشت پر مطلق توجہ نہ فرمائی۔ حالانکہ یہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔ کہ ایک دو خریدار وہ پیدا کر کے فاروق کی مشکلات کے دور کرنے میں اپنا فرض سمجھکر شکریہ اور ثواب کے مستحق ہوتے۔ اِس لئے فاروق پھر ایک بار اُن سے درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ اب بھی اگر توجہ فرمائیں تو ایک ایک خریدار جدید فاروق کو عطاء کر دیں۔ کیونکہ فاروق کی اشاعت ابھی تک ہزار تو درکنار پانسو بھی پوری نہیں ہوئی۔ اسوقت ۳۸۲ فاروق کی اشاعت ہے۔ پانسو میں بھی ۱۱۸ کی کمی ہے۔

پس میں اپنے مخلص احباب اور سلسلہ کے ہمدرد دوستوں سے خواہ وہ پرانے خریدار ہوں یا جدید یہ گذارش کرتا ہوں۔ کہ ایک مرتبہ تو وہ ضرور متوجہ ہو کر کوشش کریں۔ اور زیادہ نہیں صرف ایک ایک خریدار ہی اگر سب کے سب جنہوں نے اب تک کوئی کوشش نہیں کی عطاء کر دیں۔ تو فاروق کی تعداد اشاعت ایک مہینے کے اندر اندر اس قدر ہو سکتی ہے کہ فاروق اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔ کیا میں توقع رکھوں کہ آپ فاروق کی اس درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

شکریہ احباب

(۱) احباب افریقہ میں سے سب سے پہلے جس دوست نے فاروق کی اپیل پر توجہ فرمائی وہ مکرمی مخدومی ڈاکٹر احمد الدین صاحب انچارج لیوالے ہسپتال ٹانگانیکا ہیں۔ جنہوں نے تین خریدار اور ۱۰ شلنگ اپنی جیب سے فاروق کی امداد میں عطاء فرما کر شکریہ کا موقع بخشا۔ اور مزید دو تین خریدار دینے کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ اس دوست کو اس کا اجر عظیم بخشے۔ اور ان کی دلی مرادیں بر لائے۔ اور ایسے مقام پر ان کا تبادلہ کر دے۔ جہاں انکو ہر طرح سے ترقی اور کامیابی نصیب ہو۔ آمین۔

ایسا ہی مکرمی مولوی شیخ مبارک احمدؐ صاحب مبلغ افریقہ نے دو خریدار عطاء فرما کر ثواب حاصل کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۲) دوسرے دوست مخدومی سید عنایت حسن شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر پرائمری سکول چک ۹۱ ہیں جن کی راتدن یہ کوشش جاری ہے کہ وہ فاروق کے لئے ہر احمدی کو خریدار بنا دیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے اس وقت تک پانچ خریدار اپنے سے علاوہ عطاء فرما کر مجھے ممنون و مشکور کیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء خدا تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ امداد کی توفیق دے اور ان کو دین و دنیا کی فلاح عطا کرے آمین۔

(۳) عزیزم چوہدری محمدؐ شریف صاحب وکیل منٹگمری نے ایک خریدار عطا فرمایا۔ (۴) برادرم بابو فتح محمد صاحب شرما نے تین خریدار عطاء فرمائے (۵) مکرمی منشی حسین بخش صاحب پٹواری نے دو خریدار عطاء فرمائے (۶) مکرمی منشی سید وزیر علی صاحب پٹواری نہر نے ایک خریدار جدید عطاء فرمایا۔ اور خود بھی اخبار خریدا۔ (۷) مکرمی منشی احمد دین صاحب ہیڈ کنسٹیبل پولیس سمندری نے ایک خریدار عطا فرمایا۔ (۸) مکرمی چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل مبلغ ڈیرہ غازیخان نے ایک خریدار دیا۔ میں ان سب دوستوں کا صدق دل سے شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے فاروق کی اپیل کا احساس کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر بخشے۔ اور ان کی دلی مرادیں بر لائے۔ آمین۔

امید ہے۔ کہ میرے دیگر احباب بھی اسی طرح توجہ فرما کر مجھے شکریہ کا موقع بخشیں گے:

۲ دو اخبار نصف قیمت میں

مکرمی عبد المجید صاحب پٹواری علاقہ بلوچستان نے مبلغ چار روپیہ اپنی اہلیہ صاحبہ مرحومہ کی طرف سے بغرض ایصال ثواب ارسال فرمائے ہیں۔ تاکہ ان کی طرف سے کسی مستحق کے نام اخبار جاری کر دیا جائے۔ اس لئے میں دو ایسے غریب احمدیوں کے نام جو فاروق کے شائق ہوں۔ نصف قیمت پر ایک ایک سال کے لئے فاروق جاری کرنا چاہتا ہوں۔ جو دوست ایسے ہوں۔ وہ مبلغ دو روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ تو اس نصف قیمت میں ان کے نام ایک سال تک اخبار جاری کر دیا جائے گا۔ اور اگر منی آرڈر نہ بھیج سکیں۔ تو وی پی کی اجازت دیں۔ ان کے نام دو روپیہ پانچ آنہ کا وی پی ارسال کر دیا جائے گا۔ وی پی پر ۳ زائد فیس رجسٹری کے خرچ ہونگے:

درخواست دُعا

میرا عزیز منشی محمد عمر صاحب ملازم دفتر چیف کمشنر بہادر دہلی بمبے عرصہ سے بعارضہ نزلہ و کھانسی مبتلا ہیں جس سے کبھی کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ احباب ان کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دعا فرما کر ثواب دارین حاصل کریں:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنائی مشن!

مولوی ثناء اللہ صاحب کی پیش کردہ شہادت کا جواب

مولوی ثناء اللہ امرت سری نے ایک رسالہ "شہادت مرزا" نام سے شائع کیا تھا۔ جس کا جواب اسیوقت تشحیذ الاذہان میں نکل گیا تھا۔ مگر دوسرا جواب اس رسالہ کا میں نے اپنے کرم فرماء فاضل اجل حضرت مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی سلمہ اللہ سے عرض کر کے لکھوایا تھا۔ جس کا کچھ حصہ فاروق میں شائع ہو چکا ہے۔ باقی حصہ میں انشاء اللہ وقتاً فوقتاً بلا امتیاز تعداد شہادت ہدیہ ناظرین کروں گا۔ اس دفعہ دسویں شہادت کا جواب پیش کرتا ہوں ؛ (ایڈیٹر)

امرتسری اہلحدیث نے اپنے رسالہ "شہادت مرزا" میں "دسویں شہادت" کے عنوان کے نیچے قطعی فیصلہ کی سُرخی دیکر نیچے لکھا ہے۔ ان فی ذالک لآیات لاولی النہی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کے نزدیک یہ دسویں شہادت نہایت پُر زور اور ناقابل جواب ہونے سے عقلمندوں کے لئے ان کی طرف سے اس میں بہت بڑا نشان ہے۔

مولوی صاحب نے اس شہادت میں آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ اور چشمہ معرفت صفحہ ۸۲ و ۸۳ سے بعض عبارتیں لکھ کر آخر میں خلاصہ بمع نتیجہ عبارت ذیل میں پیش کیا ہے۔

"اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ..... اس زمانہ کے ایک سرے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو دوسرے سرے پر مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) ہیں۔ زمانہ محمدی سے اشاعت اسلام شروع ہو کر زمانہ مسیح موعود میں تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ یعنی دنیا کی کل قومیں مسلمان ہو کر ایک واحد اسلامی قوم (مسلمان) بن جائے گی۔ چونکہ یہ سب کام مسیح موعودؑ کی معرفت ہو گا۔ اس لئے آیت ھوالذی ارسل الخ مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) کے حق میں چسپاں ہے بہت خوب۔ اب سوال یہ ہے۔ کیا مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ میں یہ نتیجہ پیدا ہو گیا۔ بترتیب غور کرنے کے لئے ہم مسیح موعودؑ کے گھر سے چلتے ہیں۔ کیا قادیان کے کل ہندو مسلمان ہو گئے۔ کیا قادیان کے ضلع گورداسپور کے کل غیر مسلم اسلام میں آ گئے۔ کیا پنجاب کے کل منکرین اسلام قائل اسلام بن گئے۔ کیا ہندوستان میں اسلامی وحدت پیدا ہو گئی۔... کیا افریقہ اور امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ اگر سب سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تو ہمارا الیقین ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ اور اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو احمدی دوستو للہ فی اللہ غور کر کے بتاؤ۔ کہ مرزا صاحب کون ہیں ہمیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس فرض کی ادائگی میں بہت قاصر رہے۔ اور بغیر ادا کئے فرض (اشاعت) کے جلدی چلدیئے ؎

کیا آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے"

صاحبان! یہ ہے دسویں شہادت کا مغز اور پُر زور بیان کہ جس کے بل پر مولوی صاحب نے اس شہادت کی قوت اور لاجواب اعجازی بیان کی توصیف میں شہادت مذکورہ کے عنوان میں زبردست اشارے کئے ؛

مولوی صاحب کی منقولہ بالا عبارت کا لب لباب اور خلاصہ در خلاصہ صرف ایک ہی بات ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے جب آیت ھوالذی ارسل رسولہ الخ کے ماتحت اپنا فرض منصبی وحدت اقوامی کی خدمت کو قرار دیا ہے۔ تو پھر آپ کی خدمت کا یہ نتیجہ آپ کے زمانہ میں کیوں ظاہر نہیں ہوا۔ اور کیوں دنیا کی سب غیر مسلم اقوام کا مسلمان ہونا آپ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا۔

جواب

مولوی صاحب کو اپنے اس اعتراض میں یہ دھوکہ لگا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کو صرف آپ کی شخصی زندگی تک محدود سمجھا ہے۔ حالانکہ ایسا سمجھنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور آپ کی تحریروں کے صحیح منشاء اور مفہوم کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت موصوف نے اپنی تحریروں میں اپنے لئے دو زمانے مقرر فرمائے ہیں۔ ایک شخصی زندگی کے لحاظ سے اور دوسرا اپنے سلسلہ کی زندگی کے لحاظ سے۔ چنانچہ حضور اقدسؑ کی اپنی تحریر اس امر کے لئے یہ ہے۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین پر پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے۔ کہ خدا کی محبت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ انکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راست بازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے۔ اور جب ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔۔۔۔ تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانوں کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دینگے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت ہوا۔ جبکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے بڑا ماتم ہوا۔۔۔۔۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے۔ اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔ سو اے عزیز وجب قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات (یعنی اپنی وفات کی خبر دینے کے متعلق) سے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔"

(دیکھو رسالہ الوصیت صفحہ ۴-۵-۶)

اس عبارت کے پڑھنے سے اہل علم بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ قیامت تک ہے۔ جو علاوہ آپ کی شخصی زندگی کے جو آپ کی وفات تک ہے۔ آپ کی وفات سے لیکر قیامت تک کے زمانہ پر بھی اشتمال رکھتا ہے۔ اب اس تحریر کو بغور ملاحظہ فرمائیے کہ جب سیدنا حضرت اقدس نے اپنی اس تحریر میں اپنی شخصی زندگی کو راستبازی کی اشاعت کے مقصد کے لئے تخم ریزی کا زمانہ قرار دیا ہے۔ اور بعد وفات کے زمانہ کو جو قیامت تک ہے اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے۔ تو حضورؑ کی اس تحریر اور اس بیّن تشریح اور توضیح کے ہوتے ہوئے مولوی صاحب کا مغالطہ کی راہ سے یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب کے زمانۂ زندگی میں "کیا قادیان کے کل ہندو مسلمان ہو گئے"۔ "گورداسپور کے کل غیر مسلم اسلام میں آ گئے"۔ "پنجاب کے کل منکرین اسلام قائل اسلام ہو گئے"۔ ایسا ہی "کیا افریقہ اور امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے"۔

ایسا کہنے کا مولوی صاحب کو کیا حق پہنچتا ہے۔ یہ اعتراض تو حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور نبوت و عہد رسالت کے اختتام کے بعد ہو سکتا ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے۔

پھر جب حضرت موصوف نے اپنی تحریر میں دو قدرتوں کا ذکر بھی کر دیا۔ جو خدا تعالےٰ کی سنت قدیمہ کے ماتحت ہر ایک نبی اور رسول کے وقت میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ جیسا کہ حضور نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مثال سے وضاحت بھی فرما دی۔ تو اب مولوی صاحب کا پہلی قدرت کے متعلق جو تخم ریزی کی غرض سے ظہور پذیر ہوئی ہے اعتراض کرنا اور دوسری قدرت جو مقصد کی تکمیل کی غرض سے ابھی ظہور پذیر ہونے والی ہے اور جس کا زمانہ قیامت تک امتداد رکھتا ہے۔ اسے نظر انداز کرنا کس قدر خلاف دیانت و امانت اور کس قدر خلاف عدل و انصاف اور کس قدر خلاف منشائے تحریر حضرت اقدسؑ ہے۔

دوسرے مولوی صاحب کی دسویں شہادت کہ جس کا سارا دار و مدار آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی اس تشریح کے متعلق ہے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کی گئی۔ اور حضرت اقدس کی تحریروں کا مطلب اور صحیح مطلب وہی ہو سکتا ہے۔ جو کسی امر کی تشریح کے متعلق مختلف مقامات کو جو اس تشریح کے متعلق ہیں۔ پیش نظر رکھ کر سمجھا جاوے۔ اور حضرت اقدس کی تشریحات خدا کی وحی کے صحیح منشاء نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اجتہادی طور پر ہو بھی تو بھی اس اجتہادی کے طور پر پیش کردہ تشریح اصل مفہوم اور اصل منشاء وحی کے معلوم ہو جانے کے بعد متروک سمجھی جائے گی۔

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آیت ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ الخ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی اور الہام بھی ہے اس کے الفاظ سے کیا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ غور کرنے سے اس رسول کا کہ جس کا ذکر اس وحی میں ہے اس کا اصل فرض منصبی لیظھرہٗ علی الدین کے فقرہ میں بتایا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ دین حق اور دین ہدیٰ کو جو اسلام ہے۔ دوسرے سب ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھاوے۔ اور یہی مطلب حدیث نبوی سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ میں ہے)

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں سب ادیان باطلہ ہلاک کئے جائیں گے۔ اور آیت لا اکراہ فی الدین اور آیت فالحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر اور آیت لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بیّنۃ اور حدیث یضع الجزیۃ اور یضع الحرب اور حدیث لا یحل لکافر یجد من ریح نفسہ الامات مرقات المصابیح جلد ۵ صفحہ ۱۹۷ سے بداہت ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود کا اظہار الدین کا کام غلبۂ دلائل و براہین و اظہار آیات و بینات و اظہار معجزات و برکات کے طور پر ہوگا۔ اور غلبہ دلائل وغیرہ کے لحاظ سے تو حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں ہی اس مقصد کو پورا کر دیا۔ چنانچہ علاوہ اور مواقع کے جس شخص نے جلسۂ مذاہب کے موقع پر جہاں قریباً دنیا کے سب مذاہب کا دنگل تھا۔ حاضر ہو کر دوسرے فضلائے مذاہب کے بالمقابل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر کو سنا وہ جانتا ہے کہ اس ایک ہی موقع پر اظہار الحق کے مقصد کو کس کمال کے ساتھ پورا کر دکھایا۔ کہ اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ ہر طرف حضرت موصوف کی اس تقریر کی مدح وثنا اور تعریف اور تحمید سے دنیا گونج اٹھی۔ اور جلسہ مذاہب کا وہ دن کہ جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر پڑھی گئی۔ واقعی وہ دن لیظھرہٗ علی الدین کلہ کی پر شوکت پیشگوئی کے ظہور اور جلوہ نمائی کا دن تھا۔ مولوی صاحب نے بھی بذات خود جلسہ مذکورہ میں حاضر ہو کر اس اعجازی بیان کے اعجاز نما جلوہ کو مشاہدہ کیا تھا۔ کہ جس کی اعجازی فتح اور اعجازی غلبہ کی پیشگوئی بصورت اشتہار سیدنا حضرت اقدسؑ کی طرف سے قبل از وقت شائع کی گئی۔

علاوہ اس کے دنیا کے سب مذاہب کا دنگل اور اکھاڑہ جس قدر پنجاب کے ملک میں پایا جاتا ہے اور کسی ملک میں نہیں پایا جاتا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ جس قدر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اور آپ کی تحریری اور تقریری کوششوں سے اور آپ کی دعوات اور نشانات سے ان سب ادیان باطلہ کا ابطال اور اسلام کی حقیقت کا احقاق ظہور میں آیا۔ اس کی نظیر کہیں سے بھی نہیں ملتی۔

پس لیظھرہٗ علی الدین کے اس مقصد کے لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زندگی میں ہی کامیاب ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

باقی رہا وحدت اقوامی کا وہ مقصد کہ جسے حضرت اقدسؑ نے چشمہ معرفت میں ذکر کیا اس کے متعلق چشمہ معرفت کی اس ساری عبارت کو پڑھ جاؤ۔ اور بار بار پڑھ جاؤ۔ اس سے ہرگز یہ مقصد ثابت نہیں ہوتا۔ جو مولوی صاحب نے غلط فہمی یا مغالطہ دہی کے طور پر پیش کیا۔ کہ تمام دنیا کے لوگ سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے۔ اور ایک بھی دنیا میں کافر نہیں رہے گا۔ ہم مولوی صاحب کو اس مقصد کے متعلق جو انہوں نے بترتیب خود قادیان کے ہندوؤں سے لے کر افریقہ امریکہ کے کافروں کے مسلمان ہو جانے کے متعلق سمجھا۔ اور لکھ کر پیش کیا۔ اگر لفظ بلفظ اس مقصد کے نقل کرنے میں مولوی صاحب نے خیانت اور ظلم اور جھوٹ سے کام نہیں لیا تو ہم مولوی صاحب کی اس ترتیب الفاظ کے دکھانے پر آپ کو ایک سو روپیہ انعام دے سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ اپنے اقرار کو موثق اور مضبوط کر کے ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کا بترتیب خود پیش کردہ مقصد کہ جس کا مطالبہ آپ کی طرف سے ہوا۔ اور جس مقصد کے ظہور کی قید آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے ساتھ مخصوص کی۔ اگر آپ کا پیش کردہ مقصد اسی ترتیب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں سے دکھا دیں۔ تو ہم آپ کی خدمت میں ایک سو روپیہ انعام پیش کرینگے۔ اور ضرور کرینگے۔ اور اگر آپ پیش نہ کر سکیں جیسا کہ ہمیں یقین ہے کہ آپ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ تو مولوی صاحب خدا سے ڈریں اور جھوٹ بول بول کر اور جھوٹ لکھ لکھ کر خدا کی مخلوق کو گمراہ نہ کریں۔ کیونکہ یہ وہ لعنتی راہ ہے کہ جس پر اس سے پہلے جو بھی چلا۔ وہ آج تک ملعون اور لعنتی ہونے سے ذلیل اور شیطان کی طرح بدنام ہی ہوا۔ کیا آپ کہیں اس شوق سے تو اس راہ پر گامزن نہیں ہو رہے کہ ؎

بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

مولوی صاحب آپ غور فرماویں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی جو براہین اور آپ کی دوسری کتب میں بھی شائع ہو چکی ہے یعنی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الی یوم القیامۃ۔

اس وحی میں آپ کے متبعین کے ساتھ آپ کے کافروں کا وجود بھی قیامت تک باقی رکھا جاتا ہے اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کی امت کے تہتر[۷۳] فرقے ہو جائیں گے۔ جن میں سے بہتر[۷۲] ناری اور ایک ناجی ہوگا۔ اور حدیث کیف تھلک امتہ انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی اٰخرھا سے ثابت ہے کہ تہتر والی فرقہ جو ناجی ہے۔ وہ مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی وجہ سے ناجی ہوگا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مسیح موعود آخری فرقہ میں ہوگا۔ اور آخری فرقہ کی نسبت امت کے اول کی طرح کیف تھلک کے فقرہ سے ہلاک ہونے سے محفوظ قرار دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ تہتر ویں فرقہ کا ناجی ہونا مسیح موعود اور آپ پر ایمان لانے کی وجہ سے ہوگا۔ اور ایسا ہی بہتر[۷۲] فرقوں کا ناری ہونا بھی مسیح موعود علیہ السلام کے انکار اور کفر کی وجہ سے ہوگا۔ اب جبکہ مسیح موعودؑ کے وقت کے فرقوں سے بہتر فرقوں نے آپ کے انکار اور آپ کی مخالفت سے ناری ہونا ہے۔ تو ان حالات اور واقعات کے ہوتے ہوئے حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آپ کی تحریروں کا وہ مطلب لینا جو آپ کی وحی اور اس حدیث نبوی کے منشاء اور مفہوم کے صریح خلاف ہے کیا مغالطہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

پھر تعجب ہے کہ مولوی صاحب لینظھرہ علے الدین کے فقرہ کا مفہوم خلاف منشائے وحی یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ چونکہ وحی میں لفظ مشتق اظہار کا غلبہ کے معنوں میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے غلبہ سے مراد تمام دنیا کے کافروں کا مسلمان ہو جانا اور اس طرح سے دنیا کا کافروں سے خالی ہو جانا ہے۔

لیکن ظاہر ہے۔ کہ غلبہ کا لفظ اپنے مفہوم کے لحاظ سے جہاں ایک طرف غالب کے وجود کو چاہتا ہے۔ وہاں دوسری طرف مغلوب کے وجود کی نفی بھی لازمی طور پر پائی جائے یعنی مغلوب کا وجود ہی دنیا میں نہ رہے اور مٹ جائے۔ یہ تو قرآن کریم کے ارشاد فلا یزالون مختلفین اور نیز دوسرے ارشادات قرآنیہ کے صریح خلاف ہے۔ اور ایسا ہی احادیث نبویہ اور تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی صریح خلاف۔ اور خود فقرہ لینظھرہ علے الدین کلہ کے مفہوم اور منشاء کے بھی خلاف۔ کیونکہ دین اسلام کا غلبہ جب ادیان باطلہ پر دکھانا مقصود ہے۔ الہیہ کام اور مقصد دلائل اور آیات بینات کے ذریعہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ تو پھر اس مفہوم کو ایسی وسعت دینا جو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ کے قول کے مطابق خود متکلم کے منشاء کلام کے خلاف ہو جائز نہیں۔ پس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی تحریر میں عالم گیر غلبہ کا فقرہ انہی معنوں میں سے ہے جو اوپر ذکر کر دیا گیا۔

رہا وحدت اقوامی کا مسئلہ سو اس کا بھی وہ مطلب نہیں۔ جو مولوی صاحب نے اپنی شہادت میں پیش کیا ہے۔ اور نہ ہی اس کے متعلق سیدنا حضرت اقدسؑ نے کہیں یہ لکھا ہے۔ کہ وحدت اقوامی کا یہ مطلب ہے کہ میری شخصی زندگی میں ہی تمام دنیا کے کافر جیسا کہ مولوی صاحب نے قادیان کے ہندوؤں سے لے کر افریقہ اور امریکہ کے غیر مسلموں تک کا بترتیب ذکر کیا ہے سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا بھر میں ایک بھی کافر نظر نہ آئے گا۔ بلکہ حضرت اقدس کی تحریروں کو بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ میں ان اسباب کا پیدا ہو جانا کہ جن سے اقوام دنیا کا آپس میں ملنا جلنا اور تعارف توافق اور باہمی تعلقات کی صورت آسان ہو گئی اور دوسری طرف اس ظاہری اور دنیوی تعلقات کے اتحاد کے ساتھ خدا نے آپ کو مسیح موعود کر کے بھیجنے سے روحانی اتحاد کی بھی بنیاد ڈالدی اس سے خدا یہ چاہتا ہے۔ کہ اس ظاہری اتحاد کے ساتھ ان کو روحانی اتحاد بھی نصیب ہو۔ کہ جس کی بنیاد آپ کی بعثت سے آپ کے زمانہ میں ڈالدی گئی جس میں کہ مختلف مذاہب اور مختلف ممالک اور مختلف اقوام کے لوگ آپ کے سلسلہ میں داخل ہو کر اس اتحاد کو جو ابھی وحدت اقوامی کے مقصد کی تکمیل کے مقابل تخم ریزی کی صورت میں ہے۔ نمونہ کے طور پر ظاہر کر رہے ہیں۔ اور جو قدرت ثانیہ کے ظہور کی مختلف تجلیات کے ذریعہ ایک زمانہ تک جو خدا کے علم میں ہے اپنی تکمیل کو پہنچ جائیگا۔ لیکن پھر بھی اس تکمیل تک اتحاد اور وحدت اقوامی کے مقصد کا پہنچ جانا ان معنوں میں ہرگز نہیں کہ دنیا میں کوئی بھی کافر نہ رہیگا بلکہ یہ وحدت اقوامی کی صورت ان معنوں میں ہوگی۔ کہ سب اقوام سے سعید روحوں کو بذریعہ دعوۃ و تبلیغ نکال نکال کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ کے ذریعہ اسلام میں داخل کیا جائے گا اور مختلف اقوام کے سعید روحوں کا آپس میں ایک ہی ملت حقہ میں داخل ہو کر جمع ہو جانا یہی وحدت اقوامی کی اصل حقیقت ہے۔ جس کے متعلق حضرت اقدسؑ اپنے رسالہ الوصیت میں یوں فرماتے ہیں:۔

"اور چاہیئے۔ کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں۔ میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔"

مولوی صاحب اب آنکھ کھول کر اس عبارت کو پڑھیں۔ کہ حضرت اقدسؑ اس عبارت منقولہ میں کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے ہیں۔ کیا اس عبارت سے معمولی سمجھ کے انسان کو بھی اس بات کا پتہ نہیں لگتا کہ حضرت اقدسؑ کا متفرق آبادیوں اور یورپ اور ایشیاء وغیرہ کے نیک فطرت لوگوں کے جمع کرنے کے متعلق تحریر فرمانا اطلاق کی نفی اور قید کی شرط کو ظاہر کر رہا ہے۔ جو مولوی صاحب کے پیش کردہ مطلب کے صریح خلاف ہے۔

اب واضح ہو گیا۔ کہ اس لحاظ سے بھی مولوی صاحب کی پیش کردہ شہادتِ زور سے بیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے مسیحیت پر کچھ زد نہیں پڑ سکتی اور آپ اپنے دعویٰ میں بفضلہ تعالیٰ از روئے منہاج نبوت صادق اور خدا کے سچے نبی اور رسول اور سچے مسیح محمدی ثابت ہوتے ہیں۔

فطوبیٰ للمؤمنین وبشریٰ للطالبین !! (راجیکی)

پیغامی مشن

شملوی غیر مبائع کے مطالبہ کا ایفاء

(از ماسٹر علی محمد صاحب اظہر)

(۴)

شملوی صاحب "اس پر آخری دلیل یہ بیان فرمائی۔ کہ مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور گواہ پیش کیا ہے۔ اور مجدد صاحب کی گواہی مندرجہ ذیل ہے۔

اعلم ایھا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشریٰ قد یکون شفاھا وذالک الا فراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض المکلمین من متابعیھم واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثاً وھذا غیر الالھام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء" (تحفہ بغداد)

اظہر۔ ازالہ اوہام اور تحفہ بغداد اس زمانہ کی کتابیں ہیں۔ جب حضرت اقدسؑ پہلے عقیدہ پر قائم تھے۔ اور اس تعریف نبوت کی بناء پر اپنے آپ کو محدث ہی سمجھتے تھے۔ لہٰذا اپنے محدثیت کے دعویٰ کی تائید میں مندرجہ بالا گواہی کو بھی لکھ دیا۔ لیکن حقیقت الوحی اس زمانہ کی تصنیف ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے اس عقیدہ پر قائم نہیں رہنے دیا تھا۔ اور بعد میں تعریف نبوت جو حضورؑ نے بیان فرمائی۔ اس کی بناء پر اپنے آپ کو محدثیت سے بالا اور حکم خدا کے ماتحت اپنے آپ کو نبی ہی سمجھتے رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے تشریح کی جا چکی ہے۔ لہٰذا ازالہ اوہام اور تحفہ بغداد سے اس شہادت کا پیش کرنا بیسود ہے۔ کیونکہ حقیقۃ الوحی میں جو شہادت مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کی گئی ہے۔ وہ نبی کے متعلق ہے نہ محدث کے متعلق۔

شملوی صاحب "حقیقت الوحی میں چونکہ آپ محدثیت کو دوسرے پیرایہ میں مجازاً نبی کے لفظ میں بیان کر رہے تھے۔ وہاں اسی شہادت کے الفاظ "یسمی محدثاً" کا ترجمہ "وہ نبی کہلاتا ہے" لکھ دیا۔ جس کے صاف یہ معنی ہیں۔ کہ آپ حقیقۃ الوحی میں محدث اور امتی نبی کو ہم معنی طور پر استعمال کر رہے ہیں"

اظہر۔ مولوی صاحب کا یہ محض جھوٹا الزام ہے۔ حضرت اقدسؑ محدثیت کو دوسرے پیرایہ میں مجازاً نبی کے لفظ میں بیان نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ مقام نبوت کے حامل کو ہی "نبی کہلاتا ہے" کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔ اپنی نبوت اور محدثیت میں حضرت اقدسؑ "ایک غلطی کے ازالہ" میں کھلی کھلی تمیز بیان فرما چکے ہیں۔ اس کے بعد محدث کو مجازاً نبی فرمانے کی کوئی صورت نہیں۔ اور حقیقۃ الوحی میں جا بجا حضرت اقدسؑ نے اپنی ذات مقدس کو حقیقی نبی کے مفہوم میں ہی ظاہر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہوں حوالہ جات ذیل۔

(۱) "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

(۲) "اب برائے خدا وہ میری کتاب یعنی "نور الحق حصہ دوئم" غور سے پڑھو۔ اور دیکھو کہ کس قدر مدت دراز طاعون سے پہلے اس میں طاعون کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ کیا انسان کی طاقت ہے۔ کہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسولٍ یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اس کے قبضہ میں ہے۔ یہ تصرف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۶)

(۳) "اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے۔ ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) "ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہو گیا۔ اور اس کو شناخت نہیں کیا۔ اور اس کے انوار سے مطلع نہیں ہوا۔ اس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں۔ اور آخر ضرور وہ مرتد ہو گا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور عبداللہ ابن ابی سرح اور عبیداللہ بن جحش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور یہود اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مرتد حضرت عیسےٰ کے زمانہ میں اور جمون والا چراغ دین اور عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۹)

(۵) "عادت اللہ ہمیشہ سے اس طرح پر جاری ہے۔ کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں۔ تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے اور کوئی حصہ دنیا کا اس کی تکذیب کرتا ہے۔ تب اس کا مبعوث ہونا۔ دوسرے شریر لوگوں کو سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں۔ ایک محرک ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے گذشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے۔ اس کے لئے اس بات کا علم ضروری نہیں۔ کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولاً ط پس اس سے زیادہ میرا مطلب نہ تھا۔ کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے۔ سو سان فرانسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونے کا ان کے گذشتہ گناہ تھے۔ مگر یہ زلزلے ان کو ہلاک کرنے والے میری سچائی کا ایک نشان تھے۔ کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۱)

(۶) "واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی آنحضرت صلعم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں۔ جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہو گا۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو گا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔" (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۷)

(۷) "یہ تو بتلاؤ کہ کس نبی کی نسبت مقرر کردہ علامات پوری ہو گئیں۔ جو پہلی قوم نے مقرر کر رکھی تھیں۔ پس خدا سے ڈرو۔ اور پہلے بدقسمت منکروں کی طرح خدا کے مرسل کو اس بناء پر رد مت کرو۔ کہ تم نے اس میں وہ تمام مقرر کردہ علامتیں نہ پائیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶)

کیا کسی محدث کیلئے بھی پہلے سے علامات مقرر کی گئی ہیں۔ جن کا انتظار قومیں کرتی رہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ علامتوں کا تقرر اور انتظار محض نبیوں اور رسولوں کا ہوتا آیا ہے۔

(۸) "کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں..... اس لئے جیسا کہ قدیم سے یعنی آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ اس آیت کا مفہوم سچا نکلتا رہا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲، ۳)

اس تحریر میں اپنے آپ کو انبیاء گذشتہ کے زمرہ میں شامل دکھایا ہے نہ کہ امت محمدیہ کے محدثوں کے زمرہ میں۔

(۹) "اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعودؑ ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۷۷)

اس حوالہ میں بھی اپنی ذات کو انبیاء سابقین میں شامل فرمایا ہے۔ نہ محدثین میں۔

(۱۰) "ایسا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ جو صاحب کتاب ہو..... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس **ہم نبی ہیں**۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے۔ اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔" (الحکم ۶ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۵ کالم ۱، ۲)

جس طرح ایک غلطی کے ازالہ میں اپنی ذات کو محدثیت سے بالا اور مقام نبوت پر دکھایا ہے۔ اسی طرح الحکم کے مندرجہ بالا ارشاد میں اپنے مقام کو واضح تر کر کے دکھایا ہے۔ رسول اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور جس تعریف کی بناء پر بنی اسرائیل کے انبیاء نبی کہلائے۔ اسی تعریف کی بناء پر اپنے نبی ہونے کا اظہار کیا ہے۔ یعنی حقیقی نبی اور محض تشریعی نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور یہ فرما کر کہ "بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں۔ تو اس کے لئے اور کونسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے ملہموں سے ممتاز لکھتے
شلوی صاحب! جیسے محدثیت کا مقام
بیان کرنے والوں کو مقنبہ فرمایا ہے۔ اور اس
بات پر زور دیا ہے۔ کہ نبی کے سوا اور کوئی امتیازی
لفظ نہیں۔ جو ہمارے دعویٰ کے لئے استعمال
کیا جائے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ محدث اور امتی نبی
ہم معنی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ امتی نبی اور
نبی ایک ہی معنوں میں مستعمل ہیں۔ کیونکہ مندرجہ بالا
دس حوالہ جات میں حضرت اقدسؑ نے اپنے لئے
محض نبی کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ اور اُمتی نبی
بھی فرمایا ہے۔ ایسے حوالے بھی اوپر دیئے جا چکے
ہیں۔ مگر محض محدث ہونے کے دعویٰ سے انکار کیا
ہے۔ پس اُمتی نبی کے معنی حقیقی نبی ہیں نہ محض
محدث۔ بھلا جب سے حضرت اقدسؑ نے نبوت کی
وہ تعریف بیان فرمائی ہے۔ جو الحکم کے مندرجہ
بالا حوالہ میں مندرج ہے۔ یا ایک غلطی کے ازالہ
میں مذکور ہے۔ اور اسی تعریف کی بناء پر بنی اسرائیل
کے نبیوں کو بھی نبی قرار دیا ہے۔ اور تمام گذشتہ
نبیوں کو بھی اور اسی تعریف کی بنا پر خود مدعی نبوت
ہوئے ہیں۔ اس وقت سے آپ حضرت اقدسؑ کی
تحریروں میں سے کسی تحریر میں دکھائیں کہ کہیں حضرت
اقدسؑ نے اپنے لئے محدث کا لفظ بھی استعمال فرمایا
ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس اس سے ثابت ہے
کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محدث
اور اُمتی نبی کو ایک معنوں میں استعمال نہیں فرمایا
آپ دھینگا مشتی سے اپنی عداوت کے جذبات
کو جس طرح چاہیں۔ استعمال کرتے رہیں۔ خدا تعالےٰ
کے خوف کی نسبت خاندانی جنبہ داری آپ پر زیادہ
غالب آگئی ہے۔ جس کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی اس طرح تحقیر کرنے
کی آپ کو جرأت ہوگئی۔

(باقی دارد)

احراری شش

احرار کے اخلاق کا دیوالہ

محترم معاصر مدیر "الامان" دہلی اپنی ۱۷ مئی
کی اشاعت میں لکھتے ہیں کہ مولوی عطاء اللہ شاہ
بخاری ان جغادری احرار میں سے ایک ہیں۔ جنہیں
ان کے معتقدین خصوصی امیر شریعت کے خطاب سے
یاد کرتے ہیں۔ مگر احرار کے ان امیر شریعت صاحب
کے اخلاق کا جو آج سے دس برس قبل صرف ایک
معمولی میلاد خواں تھے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے
کہ مسلمانوں کو سب و شتم کرنا گالیاں دینا انکا مسلک
شرعی تمسخر مذاق یا وہ گوئی بے ہودہ تمثیل نگاری آپ
کی فصاحت و بلاغت کی اعلےٰ شان ہیں عام طور پر مشہور
ہے۔ کہ جو شخص دلائل و نظائر منطق و فلسفہ میں عاجز
آجائے وہ گالیوں پر اُتر آتا ہے۔ احرار کے امیر
شریعت اور سابق میلاد خواں مولوی عطاء اللہ شاہ
صاحب بخاری کا بھی یہی حال ہے۔ سہارنپور احرار
کانفرنس میں جن لوگوں نے ان کی تقریر سنی ہے۔ وہ
بخوبی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے میاں سر فضل
حسین کو گالیاں دینے کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ
اختیار نہ کیا۔ دہلی میں حال ہی میں جو تقریر آپ نے
کی تھی۔ اس میں بارگاہ رب العزت میں گستاخی
حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور سنت
نبوی کے استہزاء مسجد شہید گنج کی توہین حضور نظام
خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی شان میں ہرزہ سرائی
جوش ہندو نوازی میں ارتداد کی تلقین کے سوا کچھ
اور نہ تھا۔ جس سے آپ کے علم و فضل کا بھانڈا پھوٹ
جاتا ہے۔ اور آپ کی امارت کے ڈھونگ کی حقیقت
فاش ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اب آپ نے احرار کانفرنس
امرت سر میں ایک تقریر کی ہے۔ اس تقریر کو اگر
خرافات بخاری کے نام سے موسوم کیا جائے تو بیجا
نہ ہوگا۔ اس تقریر کا خلاصہ ترجمان احرار مجاہد ۱۴ مئی نے اپنے صفحہ پر شائع کیا ہے۔ تقریر کے ایک
ایک حرف سے جہالت خود پرستی اور خود ستائی
ٹپکتی ہے۔ بعض جگہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک
شکست خوردہ سانپ فرط غصہ میں اپنا سر زمین پر
ٹپک رہا ہے۔ مولانا ظفر علی خان صاحب مولانا محمد اسحاق
صاحب مولانا شفیع داؤدی صاحب کو جگہ جگہ ملا جیاں
سنائی گئیں ہیں۔ اور میاں سر فضل حسین کا تو ذکر ہی
کیا ہے۔ حرم فروش۔ کعبہ فروش۔ غدار وطن۔ غدار
ملت کونسا بے ہودہ لفظ ہے۔ جو ان کے لئے استعمال
نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہے بخاری کا اخلاق۔ یہ ہے سید کہلانے
والے کی کرتوت۔ کیا بخاری صاحب کو یہ معلوم نہیں
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو جن کی طرف وہ اپنا
سلسلہ نسب منسوب کرتے ہیں۔ اس گستاخ بُت
پرست کو بھی کچھ نہ کہا تھا۔ جس نے آپ کی گردن مبارک
میں چادر ڈالکر جھٹکے دیئے۔ بخاری صاحب اپنے کو
اولاد علی میں شمار کرتے ہیں۔ کیا وہ بھول گئے۔ کہ ان
کے جدامجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو ایک دشمن
اسلام کو محض اس وجہ سے معاف کر دیا تھا۔ کہ اس
نے جناب امیر کے روئے مبارک پر تھوک دیا تھا۔
مگر یہاں تو جن لوگوں کو وہ اپنا مخالف سمجھتے ہوئے
سب و شتم میں مصروف ہیں۔ وہ مسلمان ہیں۔ کلمہ گو
ہیں۔ اور ان میں سے کسی نے بخاری صاحب کے منہ
پر تھوکا بھی نہیں۔ مگر بخاری صاحب ہیں۔ کہ اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامہ سے باہر ہیں۔ ہم بخاری صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ یہ کونسا اسلام ہے۔ کونسی سیادت ہے اختلاف کی بناء پر میاں سر فضل حسین کو غدار ملت مولانا ظفر علی خان مولانا محمد اسحاق کو منافق۔ اور مولانا شفیع داؤدی کو یہ کہکر کہ وہ بڈھا جس کی سفید داڑھی میں کفر کی سیاہی چھپی ہوئی ہے۔ ایک لعنت قرار دیا جائے کیا بخاری صاحب نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے۔ کہ وہ کلمہ گو مسلمانوں کو غدار لعنتی اور کافر کہکر خود اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ اور اپنے اخلاق کا دیوالہ نکال رہے ہیں۔ خداوند کریم مسلمانوں کو اس فتنہ احرار سے پناہ میں رکھے۔ اور بخاری ٹائپ کے مولویوں سے بچائے۔ آمین۔ (الامان)

"سیاسیات پنجاب"

کے عنوان سے اخبار اہلحدیث ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء میں مندرجہ ذیل نوٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں پنجاب کے لیڈران قوم کا رونا روتے ہوئے امرتسری ملاں رقمطراز ہیں کہ

"پنجاب کا نام ہی پنج (پانچ) اور آب سے مرکب ہے۔ اس لئے اس ملک میں جتنا تفرق اتصال ہو ناموزون نہیں۔ آج صوبہ پنجاب میں جتنا سیاسیات کا چرچا ہے شاید ہی کسی دوسرے صوبہ میں اتنا چرچا ہوگا۔ ہندوستان کے سارے ملک میں سے صوبہ مدراس سب سے پہلے انگریزی قبضے میں آیا ہے مگر انگریزی سیاسیات نے جس قدر اثر پنجاب پر کیا ہے غالباً مدراس پر بھی اس قدر نہیں کیا ہوگا۔

بہال سب سے پہلے ہندو مسلم تفریق ہے۔ اس کے بعد سکھ مسلم تفریق۔ پھر مسلمانوں میں اندرونی تفریق۔ پھر ہندوؤں میں باہمی تفریق۔ حتیٰ کہ سب سے اقل جماعت سکھ ہے۔ مگر تفریق کے لحاظ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ سکھوں میں سیاسی حیثیت سے پانچ پارٹیاں ہیں۔ جن میں موافقت عقلی صورت میں تو ممکن ہے۔ مگر عادۃً محال یا مشکل ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس سے بھی زبون تر ہے۔ ان کی پارٹیوں کا شمار ہی نہیں۔ لطف یہ کہ ہر ایک پارٹی دوسری کو غدار۔ ملک فروش۔ بدمذہب۔ اور نمک حرام کہکر خود خیر خواہ ملک و قوم ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ لوگ سیاسیات سے پہلے ہی کم واقف ہیں مگر اس طریق کلام کو سیاسیات میں کیا دخل۔ اس کے سمجھنے کی تو ہم میں بالکل لیاقت نہیں۔ انتخاب یا الیکشن کا موجودہ طریق انگلستان سے آیا ہے۔ انگلستان میں پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب ہوتا ہے۔ نہایت شرافت اور متانت سے کام کیا جاتا ہے۔ ہر ایک پارٹی اپنی سکیم پیش کرتی ہے۔ مثلاً ہم ایسا کریں گے۔ ہم ملک کو یہ فائدہ پہنچائیں گے۔ ہم رعایا کو یہ رعائت دلائیں گے۔ غرض سب اپنی سکیم کا اظہار کرتے ہیں مگر ہمارے ملک میں وہی ہوتا ہے جو ہمارے قومی شاعر مولانا حالی مرحوم نے کہا ہے ؎

رونق ہے ہر بزم کی اب غیبت میں ٭ بدگوئی خلق ہے ہر اک صحبت میں
اوروں کی برائی ہی پر ہے فخر وہاں ٭ خوبی کوئی باقی نہیں جس امت میں

معلوم نہیں۔ کہ سیاسی لوگ پبلک کے دماغوں پر اتنا قبضہ کیوں کرتے ہیں۔ کہ انکو سمجھنے کی مہلت ہی نہیں دیتے۔ ایک فریق اپنے خیالات کا اثر ڈالتا ہے۔ دوسرا گروہ فوراً اس اثر کا ازالہ کر دیتا ہے۔ ہمیں خطرہ ہے۔ کہ جس کام کی ابتداء ایسی ہے۔ اس کی انتہاء بھی بری ہوگی ٭ (اہلحدیث)

اہلحدیث میں بدنظمی

اسی پرچہ میں جماعت اہلحدیث کی سیاسی قابلیت اور مذہبی وسعت نظر کا جو ذکر کیا گیا ہے۔ وہ قابل تنبید ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ

"یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ دینی فرقوں کی طرح وہ سیاسیات میں بھی مختلف جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں۔ اور وحدت ملی جو مقصود و مطلوب تھی قطعاً ناپید ہو گئی ہے۔ ہر جماعت اپنی نمائش اور تفوق کے لئے سرگرم پیکار ہے۔ اور اس جد و جہد میں پیش نظر عموماً خاص خاص افراد کی ذاتی اغراض ہوتی ہیں۔ جماعت اہلحدیث میں تنظیم نام کو نہیں۔ اور انتخابی حرکت و سیاسیات میں دخیل ہونا قبل از وقت ہے۔ اس جماعت میں بہت ہی تھوڑے ہونگے جن کو سیاسیات حاضرہ مجوزہ کانسٹی ٹیوشن۔ کونسلوں کی اندرونی ترکیب وزارتوں کی ترتیب و تعاون۔ حکومت کی حکمت عملی و دیگر متعلقہ جزیات کا علم ہو۔ بحالات موجودہ جماعتی تنظیم نہ ہونے کیوجہ سے اس کی سیاسی تفریق رہی سہی جماعت کے لئے مہلک ثابت ہوگی۔ سب سے پہلے جو عملی قدم اٹھانے کا ہے وہ تنظیم جماعت اور سیاسیات سے دلچسپی ہے۔

ناظرین اہلحدیث میں دینی امور میں بھی ایسی وسعت نظر اور دوسروں کی آراء کا لحاظ و احترام ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ جو قابل تعریف ہو۔ جیسا کہ مذاکرات علمیہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ میدان سیاسی میں ان کی تگ و دو مضحکہ خیز ہوگی۔ اور نتیجہ ہیچ۔

اس میں شک نہیں کہ دوسری جماعتیں مثلاً احمدی۔ احرار۔ جمعیت العلماء وغیرہم سیاسیات میں کوشاں ہیں مگر موجودہ صورت میں جماعت اہلحدیث مختلف پارٹیوں میں منقسم ہے اور ان کے عملی تجاوز میں تصادم لازمی ہے اس کا علاج اور صرف ایک علاج جماعتی تنظیم بسیاسیات حاضرہ سے دلچسپی اور مخلصانہ پالیسی ہے اور بعد ازاں کوئی سیاسی تحریک ٭ (اہلحدیث)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریوں کی موت پر آریوں کی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور ہندو قوم کی ہلاکت کے متعلق پیشگوئی کی تصدیق پر آریہ اخبار ریفارمر لاہور کا تازہ بیان ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے قابل غور ہے۔ ریفارمر لکھتا ہے کہ

"ہندوؤں کی نسبت عام طور پر بڑے فخر سے کہا جاتا ہے۔ کہ ہندو لیاقت میں تعلیم میں مالی حالت میں۔ جسمانی طاقت میں اور روحانیت میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ دیگر قوموں سے بڑھ کر ہیں۔ اس کے باوجود پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوؤں کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ ہندو تعداد میں گھٹ رہے ہیں۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری سے ظاہر ہے۔ کہ جبکہ دوسری قوموں نے ترقی کی ہے۔ ہندو کم ہو گئے ہیں۔ ہندوؤں کے اندر نا اتفاقی کوٹ کوٹ کر بھری پڑی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں۔ ہمیشہ ایک دوسرے کی نندہ کرتے رہتے ہیں۔ اکٹھے مل کر بیٹھ نہیں سکتے۔ ڈھائی چاول کی کھچڑی علیحدہ علیحدہ پکاتے ہیں۔ اندریں حالات ہندوؤں میں سنگٹھن ہو تو کیونکر ہو۔ یہ ایک معمہ سا بن رہا ہے۔ دوسری قومیں متحد ہو رہی ہیں۔ حالانکہ وہ تعداد میں ہندوؤں سے کم ہیں لیکن اتحاد میں ہندوؤں سے بہت آگے بڑھی ہوئی ہیں ان پر کوئی سختی کرتا ہے۔ تو وہ سب ایک ہو جاتے ہیں۔ مردانہ وار ظالم کا مقابلہ کرتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی حالت تو بالکل ہی دگرگوں ہے۔ روز مرہ اخبارات میں ہم ہندوؤں کی بے کسی و بے بسی کے واقعات پڑھتے رہتے ہیں۔ آج فلاں شخص مسلمان ہو گیا۔ آج فلاں ہندو عورت اغوا کر لی گئی۔ جب کوئی لڑکی یا دھوا نکال لی جاتی ہے۔ تو اس کا پتہ تک ہم نہیں نکال سکتے۔ کیونکہ کوئی ایک دوسرے کی مدد کرنا دکھائی نہیں دیتا۔ جوان لڑکیاں گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان کی شادی کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ ہزاروں روپیہ کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا۔ موجودہ طریقہ تعلیم بھی بہت خراب ہو رہا ہے کنواری لڑکیوں میں سجاوٹ اور بناوٹ کے بھاؤ بہت ترقی پر ہیں۔ گھر کا کاروبار نہیں کر سکتیں۔ روٹی تک پکا کر کھانا ان کے لئے عار ہے۔ بڑی ہو کر وہ غیروں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔ جسمانی صحت دن بدن کمزور ہوتی چلی جاتی ہے۔ آج پیٹ میں درد ہے تو کل سر درد ستا رہا ہے۔ بدہضمی دور کرنے کے لئے سوڈا لیمن کا خوب استعمال ہو رہا ہے۔ خوراک کھائی نہیں جاتی۔ جسم پھولتے جا رہے ہیں۔ ڈرپوک علاوہ بنے ہوئے ہیں۔ کسی سکول میں چلے جائیں۔ آپ کو ہندو لڑکے پست قد کمزور اور کاہل دکھائی دیں گے۔ عینکیں لگی ہوئی ہیں۔ اگر ہندوؤں کی یہی حالت رہی۔ تو ایک دن ہندو قوم صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی۔ مسلمان ہندوؤں پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ اور اپنا اُلّو سیدھا کر رہے ہیں۔ سکھ اپنے لئے علیحدہ حقوق مانگ رہے ہیں۔ پنجاب میں ہندوؤں کو حقوق ان کی آبادی کے لحاظ سے بھی کم ملے ہیں۔ زمانہ بھی ہندوؤں کو تباہ کر رہا ہے۔ ہمارے اپنے افعال و اعمال ہمیں دن بدن تنزل کی طرف لے جا رہے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ ہم کو پہلے سوراجیہ لے لینا چاہیئے ہماری غلامی ہی ہم کو کمزور کر رہی ہے۔ لیکن سوراجیہ تو ابھی بہت دور کی چیز ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سوراجیہ ہی لیتے رہ جائیں۔ اور ہماری ہستی ہی مٹ جائے۔ اب سے پہلے ضروری ہے۔ کہ ہم ملکر بیٹھنا سیکھیں۔ اگر ہفتہ وار نہ سہی تو کم از کم پندرہ دن میں ایک دفعہ تو اکٹھے بیٹھ لیا کریں۔

لاٹھی چلانا۔ گتکہ چلانا۔ کشتی۔ کبڈی۔ رسہ کشی۔ مگدر وغیرہ خاص طور پر سکھلائیں۔

آج کل ہمارے مندر بدچلنی کا گھر بن رہے ہیں۔ رات دن ہمارے کانوں میں اس قسم کے واقعات سنائی دے رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم خاموش ہیں۔ بہت بھائی کہتے ہیں۔ کہ غلاظت نہ اکھاڑو۔ اسے دبا ہی رہنے دو۔ زیادہ بے عزتی ہوگی۔ یہ نامردوں کی آواز ہے۔ اسی وجہ سے بدمعاشی دن بدن بڑھ رہی ہے۔ مہنت اور پجاری رنگ رلیاں منا رہے ہیں۔ آپ کی عورتیں اور لڑکیاں بھی آپ کے کہنے سے باہر ہو رہی ہیں۔ جھوٹی بے عزتی کے خیال کو ترک کر دینا چاہیئے۔ بدچلن مہنتوں اور پجاریوں کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دینا چاہیئے۔" (ریفارمر)

آریہ سماج کے نوجوانوں کی ڈنڈا بازی

اخبار "آریہ ویر" لاہور مورخہ ۳۰ مئی ۳۶ء میں "آریہ سماج اور نوجوان" کی سرخی سے مندرجہ ذیل مضمون شائع ہوا ہے۔ جو آریہ قوم کی آئندہ مذہبی حیثیت کو مٹا دینے اور ان میں مذہبی نفرت کے پیدا ہونے کا ناقابل تردید الارم ہے۔ چنانچہ آریہ ویر لکھتا ہے کہ:۔

"آریہ سماج کی بدقسمتی سے ۱۸۹۲ء میں آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر آریہ سماج میں پھوٹ کی آگ نمودار ہوئی۔ اندر اندر تو یہ مادہ کچھ دن پہلے سے پک رہا تھا۔ مگر جلسہ پر یہ مواد پک گیا۔ ۱۸۹۳ء میں آریہ سماج میں باہمی پھوٹ ظاہر ہوئی اس پھوٹ کا پہلا پھل یہ تھا۔ کہ اخبارات میں بزرگوں کے خلاف نکتہ چینی شروع ہوئی۔ اس بارہ میں اخبار بھارت سدھار نے بہت حصہ لیا۔ اور اس نے ایسے امور کا انکشاف کیا۔ جو ایک مذہبی سوسائیٹی کے ممبران و کارکنان کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل تعریف نہیں کہا جاتا۔ بزرگوں کی پگڑیاں اچھالنی شروع ہوئیں۔ جن بزرگوں اور آریہ سماج کے نیتاؤں کی پوجا کی جاتی تھی۔ اب انہیں کوڑی کا بتایا جانے لگا۔ یہاں تک کہ مرحوم پنڈت گورودت کی پرانی ہڈیوں کو بھی اکھیڑا گیا۔ مہاتما منشی رام مہاتما ہنسراج۔ ماسٹر درگا پرشاد جی سب ایک دوسرے کی نکتہ چینی کے آماجگاہ بنے اور بلا تبلیغ جوش میں آکر ان پر بہت کڑی نکتہ چینی شروع ہوئی۔ اس کا اثر نوجوانوں پر بھی ہوا۔ اور وہ بھی دولو پارٹیوں میں شامل ہوئے۔ پہلے نوجوان آریہ سماج میں آتمک اوستھا کو اونچا کرنے کے لئے آتے تھے بری صحبت سے دور رہتے۔ اس وقت نوجوان آریہ سماج میں اونچا اخلاق بنانے۔ آتمک شانتی پانے اور آدرش جیون کی غرض سے شامل ہوتے تھے اب آریہ سماج نے نوجوانوں کے سامنے جو جگڑالو جیون پیش کیا۔ جب نوجوانوں نے دیکھا۔ کہ ہمارے ہی بزرگ ایک دوسرے کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ پگڑی اچھالتے ہیں۔ اور ہر طرح کے جائز ناجائز طور پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے بزرگوں کی تقلید کی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ بھی پارٹی بازی میں شامل ہو گئے۔ اور انہوں نے بھی ایک نہ ایک فریق کے ساتھ ساز وباز شروع کی۔ پہلا نظارہ میں نے ۱۸۹۹ء میں ڈی۔ اے۔ وی کالج کمیٹی کی مینجنگ کمیٹی کے جنرل اجلاس پر دیکھا۔ جبکہ باہمی ڈنڈا بازی تک نوبت پہنچی۔ اگر ڈی۔ اے۔ وی کالج کمیٹی کے کارکنان اس وقت بھاگ نہ جاتے اور اجلاس ملتوی نہ کرتے تو شاید کشت وخون تک نوبت پہنچتی۔ اگرچہ پھر بھی کئی نوجوان اور بزرگ زخمی ہوئے۔ اس میں دونوں طرف نوجوانوں نے بہت حصہ لیا۔ اور اپنے بزرگوں کی مرمت کرنے کو ڈنڈے لیکر تیار ہو گئے۔

بس سمجھئے۔ کہ اب دوسرا دور نوجوانوں میں جنگی سپرٹ اور باہمی نکتہ چینی کا شروع ہوا۔ دوسرا دور پندرہ سالہ نکتہ چینی باہمی جنگ وجدل اور پارٹی سپرٹ کا ہوا۔ آریہ سماجوں کے ساتھ ساتھ آریہ کمار سبھاؤں کے بھی دو ٹکڑے ہونے شروع ہوئے اور وہاں بھی وہی سپرٹ پگڑی اچھالنے کا کام کرنے لگی۔ اب بزرگوں کی بات کون مانے۔ نہ صرف اپنے اوپر یا اپنی سبھا میں بلکہ انہوں نے اپنے بزرگوں پر بھی وار کرنے شروع کر دیئے اور اپنی تقریروں تحریروں میں دوسرے فریق کے بزرگوں کو صلواتیں سنانا بائیں ہاتھ کا کرتب بن گیا۔ اب لڑکوں میں نہ تو دھارمک گرنتھوں کا مطالعہ نہ اخلاق کا خیال تھا۔ اب تو جنگ جوئی کی سپرٹ کام کرنے لگی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانا اپنا بڑا فرض سمجھنے لگے۔ یہ دور بھی نوجوانوں میں جوش کا دور کہا جا سکتا ہے۔ یعنی مذہبی جوش کی بجائے اب جنگ جوئی کا جوش بڑھ گیا۔

غرضیکہ دوسرا دور آریہ سماج میں آئے ہوئے نوجوانوں کے لئے جنگی سپرٹ اور قومی جذبات اور نکتہ چینی سیکھنے اور بزرگوں کی بے قدری کرنے اور ڈسپلن کا قدر نہ کرنے کا کہا جا سکتا ہے۔ جس نے آریہ سماجیوں کی امیدوں پر مایوسی کی اوس ڈالدی اور نوجوانوں کے اندر بھی آریہ سماج کی کشش کو ڈھیلا کر دیا۔ (آریہ ویر)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مفتی فضل الرحمن صاحب نے چھپوا کر خادم دین قادیان سے شائع کیا)

مسوڑوں کا خون زہریلا سانپ ہے

پائیریا کی بیماری کی ابتدا مسوڑوں کے خون سے شروع ہوتی ہے۔ مسوڑوں میں ورم ہو جاتا ہے۔ پیپ پڑ جاتی ہے۔ دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں دانت عمر سے پہلے منہ سے گر جاتے ہیں۔ تمام جسم کی خوبصورتی بجاتی رہتی ہے۔ انسان سینکڑوں امراض کا شکار ہوا رہتا ہے۔ قوت ہاضمہ کمزور۔ قوت مردانہ میں کمی آجاتی ہے۔ اس موذی مرض کو رفع کرنے کے لئے پائیرس پوڈر نمبر ۱ جو چالیس ادویات کا مرکب ہے۔ پائیرس پوڈر نمبر ۲ جو کشتہ شدہ ادویات کا مرکب ہے۔ پائیرس لوشن جو مسوڑوں کو مضبوط کرنے اور تمام فاضلہ رطوبتوں کو بذف کرنے پائیریا کے جراثیم کو ہلاک کرنے میں اکسیر ہے استعمال کریں۔

ہر سہ کی مجموعی قیمت ۴ عہ ہے۔

نوٹ۔ دائمی زکام۔ کھانسی۔ نزلہ سینہ کمزوری کی دوائی بلا قیمت دی جاتی ہے۔ صرف وی پی کا خرچ ۴ یا ۵ رہو گا۔ ۲۱ روز کیلئے دوائی روانہ کر دی جاویگی۔

خدا کے بندے

فقیر محمد خان احمدی حکیم حاذق ماہر امراض دندان جالندھر چھاؤنی پنجاب

بیاض نورالدین

وہ صحیح اور اصلی نسخہ۔ جو حضرت قبلہ مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اپنی زندگی میں اپنی زبان سے مجھے لکھوایا۔ اور اپنے قلم سے اوس کو صحیح کیا۔ اور خاکسار نے اوس کو تکمیل کو پہنچایا۔ مکمل ہر دو حصہ قیمت پانچ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

اس کے علاوہ **کشتہ طلاء** جسمانی کمزوریوں کے لئے تیر بہدف۔

سرمہ نورالعین۔ آنکھوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ ہر مرض ہر موسم۔ ہر حالت میں دونوں چیزیں لاجواب ہیں۔

بندہ کے متعلق حضرت حکیم الامت کی رائے میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں۔ دق۔ سل۔ نفس الدم میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا۔ اور کامیاب ہوا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ تقویٰ سے کام لے گا تو اس کو خود بھی اور لوگوں کو نفع پہنچے گا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ (نورالدین) رضؓ

خدا کے بندے

فضل الرحمن مفتی۔ قادیان دارالامان۔ گورداسپور